ادارہ خدمۃ القرآن الکریم کراچی

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

سبق نمبر (19)

زیرِ تدریس
خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم
رئیس مرکز الافتاء و الارشاد گلستانِ جوہر کراچی

ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00

بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

۴۔ نصاریٰ

یہ بھی من حیث الاصل ایک آسمانی مذہب تھا جس کی بنا وحی ربانی اور کتب آسمانی پر تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے شریعت تورات کو باقی رکھتے ہوئے اس کے بعض احکام کو منسوخ کیا (ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم (پ۳ آل عمران ۵۰) وکذلک فی الانجیل (متی ب۵ ص۸۔۷)

مگر پہلی صدی عیسوی میں ہی حالات ایسے ناساز گار ہوئے کہ اصل انجیل جس کے منادی حضرت مسیح تھے نہ رہی اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں کی ترتیب کردہ یاد داشتیں انجیل کے قائم مقام سمجھی جانے لگیں۔ چنانچہ وہ انجیلیں ان صحابہ اور تابعین کے ناموں سے ہی موسوم ہوئیں۔ پھر تصنیف اناجیل کا بازار اس طرح گرم ہوا کہ ان کی تعداد ستر تک پہنچ گئی اب بھی بعض انجیلیں ہیں کہ کچھ عیسائی انہیں مانتے ہیں اور کچھ ان کے معتبر ہونے کے قائل نہیں۔ (جیسے انجیل برنباس یہ آپ کے ایک حواری تھے۔) پھر ان اناجیل مرتبہ میں بھی بے دریغ قطع و برید ہوتی رہی اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ان کی اصل ترجموں کے سایہ تلے ناپید ہوتی چلی گئی۔

یہی وہ زمانہ تھا جب کہ دین مسیح کے یہ تین بنیادی اصول ایجاد ہوئے ان میں سے ایک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نکلی ہوئی بات نہ تھی۔ عیسائیت کو یہ صورت ST. PAUL پولوس نے دی اور عیسائیت ان چار اصولوں پر قائم کی گئی۔

۱۔ تثلیث، ۲۔ الوہیت مسیح، ۳۔ تصلیب مسیح اور ۴۔ عقیدہ کفارہ۔

۱۔ تثلیث

یہ لوگ خدا تعالیٰ، روح القدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''اقانیم ثلثہ'' مانتے تھے اور تینوں کو ملا کر ازلیت اور ابدیت والا ایک خدا کہتے تھے۔ بالفاظ دیگر وہ تین علیحدہ علیحدہ خداؤں کے قائل نہ تھے بلکہ تینوں کو ملا کر ایک خدا مانتے تھے اور اسے توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید کہتے تھے۔ ان کے ہاں خدا ایک ذات واحد نہیں بلکہ ایک Unity تھی جس کے تین اقانیم تھے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنا محض ایک مجازی نسبت تھی کیونکہ حقیقی بیٹا اپنے باپ میں سے ہوتا ہے لیکن اس کے وجود کا جزو نہیں ہوتا اور نہ باپ بیٹا ایک ساتھ سے چلے آتے ہیں۔ بیٹا لازمی طور پر باپ سے متاخر ہوتا ہے۔

+92 332 3264993 +92 332 3158542 رابطہ نمبر
www.HazratFerozMemon.org Ghurfa موبائل ایپ LIVE بذریعہ انٹرنیٹ
دورۃ القرآن الکریم و علومہ ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00
بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

بخلاف اس کے ان کے ہاں ہر ایک اقنوم ازلی اور ابدی شان سے متصف ہے پس یہ نسبت محض ایک مجازی نسبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو المسیح بن اللہ (پ۱۰ التوبہ ۳۰) خدا کا بیٹا کہتے تھے تو دوسرے موقع پر انہیں عین خدا بھی کہہ دیتے تھے۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم

(پ۶ المائدہ ۷۲)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہے۔

پس یہ ابنیت حقیقی ابنیت سے بھی بہت اوپر کا درجہ تھا پھر ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو عوامی ذہن کے مطابق حقیقی ابنیت کا تصور بھی کرتے تھے اور بعض ایسے افراد بھی تھے جو روح القدس کی بجائے حضرت مریم طاہرہ کو اقانیم ثلثہ میں شامل کرتے تھے اور قرآن کریم کو عیسائی دنیا کے ان طرح طرح کے تصورات کا سامنا تھا۔

۲۔ الوہیتِ مسیح

یہ اُصول بھی دراصل ان کے عقیدہ تثلیث کا ہی ایک پہلو ہے۔ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قاضی الحاجات اور دافع البلیات سمجھ کر پکارتے تھے۔ خداوندِ مسیح کا اطلاق ان کے ہاں عام ہے اور وہ حضرت مسیحؑ و بلا تاویل الہ یعنی خدا مانتے تھے۔ یہ ان کی الوہیت کا ایک کھلا دعوٰے ہے۔

قرآن کریم نے الوہیت کی صفات بیان فرما دی ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی مخلوق کے لیے ثابت مانا جائے تو یہ اس مخلوق کی الوہیت کا اقرار سمجھا جائے گا۔

① امن خلق السمٰوات والارض وانزل من السماء ماءً الٰہ مع اللہ۔

(پ۲۰ النمل ۶۰)

ترجمہ: بھلا کس نے زمین و آسمان بنائے اور آسمان سے پانی اتارا ...... کیا کوئی اور بھی الہ ہے۔

② امن جعل الارض قرارا...... ء الٰہ مع اللہ۔ (پ۲۰ النمل ۶۱)

ترجمہ: کس نے زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا؟ کیا کوئی اور بھی الٰہ ہے؟

③ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ...... ء الہ مع اللہ.
(پ۲۰ النمل ۶۲)

ترجمہ: کون پہنچتا ہے کسی بے کس کی فریاد کو اور کون دُور کرتا ہے کسی سے سختی کو؟
کیا کوئی اور بھی الٰہ ہے؟

④ امن یھدیکم فی ظلمت البر والبحر ...... ء الہ مع اللّٰہ
(پ۲۰ النمل ۶۳)

ترجمہ: کون ہے جو تمہیں جنگلوں اور اندھیروں میں راستہ دکھاتا ہے کیا
کوئی اور بھی الٰہ ہے؟

⑤ امن یبدؤ الخلق ثم یعیدہ ومن یرزقکم من السماء والارض...... ء الہ
مع اللّٰہ. (پ۲۰ النمل ۶۴)

ترجمہ: کون بناتا ہے سرے سے مخلوق کو اور پھر اسے دہراتا ہے؟
اور کون تمہیں زمین و آسمان سے رزق پہنچاتا ہے؟ کیا کوئی اور بھی
الٰہ ہے؟

⑥ قل لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللّٰہ وما یشعرون ایان
یبعثون. (پ۲۰ النمل ۶۵)

ترجمہ: کہہ دیجیے زمین و آسمان میں خدا کے سوا کوئی اور غیب دان
نہیں۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ کب وہ پھر اٹھائے جائیں گے۔

یہاں اللہ کی جتنی صفات مذکور ہوئیں نصاریٰ کا عقیدۂ الوہیت مسیح ان سب پر مبنی تھا لیکن خصوصیت کے ساتھ وہ تیسری صفت کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ اور حضرت مسیح کو قاضی الحاجات اور دافع البلیات کہہ کر پکارتے تھے اللہ کی انہی صفات کو وہ ایک مخلوق میں مان کر الوہیت مسیح کا عقیدہ رکھنے والے اور پیغمبر کو خدائی میں شریک کرنے والے گردانے گئے۔

واذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ بن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی
وامی الھین من دون اللّٰہ. (پ۷ المائدہ ۱۱۶)

ترجمہ: اور جب کہے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں کو
کہا تھا مجھے اور میری ماں کو بھی تم اللہ کے سوا اور دو معبود بنا لو؟

یہاں حضرت مریم کی الوہیت ان لوگوں کے پیش نظر سامنے لائی گئی جو اقانیم ثلثہ میں روح القدس کی بجائے حضرت مریم کو شامل کرتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

③،④ تصلیب مسیح برائے کفارہ

مسیحی عقیدے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے ہاتھوں سولی پر لٹکائے گئے اور اس طرح سے وہ تمام بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ ان کے اعتقاد میں حضرت آدم علیہ السلام کا بہشتی درخت سے کچھ کھا لینا پوری نسل آدم پر ایک بارِ عظیم تھا اور یہ اس گناہ کی پاداش تھی کہ انسان عالمِ تکلیفات میں لایا گیا۔ ان کے اعتقاد میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے خون سے نسلِ آدم کے گناہوں کو دھو دیا، اس نظریے کو عقیدہ کفارہ کہا جاتا ہے۔ اس عقیدے کے ضمن میں اس خیال کو بھی جگہ ملتی ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہ از خود معاف کرنے پر قادر نہ تھا اسی لیے وہ مجبور ہوا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کے خون سے نسلِ آدم کے گناہ دھو دے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

نصاریٰ اپنے ان چاروں نظریات (تثلیث، الوہیت مسیح، تصلیب مسیح، عقیدہ کفارہ) میں نہایت فاش غلطی میں تھے۔ قرآن کریم نے ان کی یوں اصلاح فرمائی۔

قرآن کریم کا طریقِ ارشاد اور طور اصلاح۔

یااھل الکتاب لاتغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللّٰہ الا الحق انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الیٰ مریم و روح منہ فامنوا باللّٰہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثہ ط انتھوا خیرًا لکم انما اللّٰہ الٰہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض وکفیٰ باللّٰہ وکیلا O لن یستنکف المسیح ان یکون عبدًا للّٰہ ولا الملئکۃ المقربون ط ومن یستنکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشرھم الیہ جمیعاً۔ (پ۶ النساء۱۷۲۔۱۷۱)

ترجمہ: اے اہل کتاب اپنے دین کی باتوں میں مبالغہ نہ کرو اور اللہ کی شان میں پختہ بات کے سوا کچھ نہ کہو۔ بے شک مسیح ابن مریم اللہ کے رسول ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے مریم کی طرف ڈالا گیا اور وہ روح ہیں اس کے ہاں کی۔ پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں ایسا کہنے سے رُک جاؤ تمہارے لیے یہی بہتر ہے خدا یقیناً ایک ہی معبود ہے اس کی شان کے لائق نہیں کہ اس کی اولاد ہو۔ اسی کا تو ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی کارساز کافی ہے مسیح کو تو اس سے عار نہیں کہ وہ خدا کے بندے ہوں اور نہ ملائکہ مقربین (جیسے روح القدس جبریل امین) اس کے بندے ہونے سے کچھ عار محسوس کرتے ہیں۔ اور جو بھی اس کا بندہ ہونے سے عار محسوس کرے گا اور اپنے کو اس سے بالا سمجھنے لگے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے ہاں جلدی اکٹھا کریں گے۔

عقیدۂ تثلیث اور الوہیت مسیح کے ابطال کے لیے حضرت مسیح علیہ السلام کے خود اپنے موقف کی طرف توجہ دلائی۔ انہیں بندہ قرار دے کر پیغمبر بتلایا۔ اسی طرح ملک مقرب روح القدس کے متعلق بتایا کہ وہ اپنے آپ کو خدا نہیں سمجھتے اور یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیمات میں کہیں ان دو کی الوہیت کا دعوٰے نہیں۔ قرآن کریم نے یہاں متنبہ کیا کہ تم فرطِ عقیدت میں ان میں خدائی صفتیں کیوں لا رہے ہو یہ عیسائیوں کے اقانیم ثلثہ (بعض عیسائی خداوندِ قدوس، مریم صدیقہ علیہا السلام اور حضرت مسیح کو ارکان تثلیث قرار دیتے ہیں) ان کی طرف اشارہ سورۂ مائدہ میں موجود ہے قرآن پاک تثلیث کے دونوں گروہوں کی تردید کرتا ہے۔ مشہور پادری ایس ایم پال عیسائیوں کے ایک فرقے کے متعلق لکھتے ہیں ''ان کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا کے علاوہ مسیح اور اس کی ماں خدا تھے۔'' (عربستان میں مسیحیت ص۱۲۶) حضرت مریم کی پرستش چوتھی صدی میں شروع ہو گئی تھی۔ (دیکھیے تواریخ مسیحی کلیسیا ص۲۹۹)) خداوند قدوس، روح القدس اور حضرت مسیح میں سے پچھلے دو اقنوموں کی الوہیت کی نفی تھی۔ اور ایک حکیمانہ انداز میں توحید کا اثبات تھا۔

+92 332 3264993 +92 332 3158542 رابطہ نمبر
www.HazratFerozMemon.org Ghurfa موبائل ایپ LIVE بذریعہ انٹرنیٹ
ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00
بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
دورۃ القرآن الکریم وعلومہ

یہ اصلاح کا منقولی پہلو تھا اس کے ساتھ ساتھ معقولی پہلو کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اللہ رب العزت سب کی حاجت برآری اور کارسازی کے لیے کافی ہیں اور سب زمین و آسمان اسی کے ہیں اسے کیا ضرورت پڑی کہ اس کا کوئی بیٹا ہو یا وہ اپنی کسی مخلوق کو بیٹا بنائے یہ اس کی شان کے لائق نہیں۔ جب وہ کارساز اپنی صفات میں وحدہ لاشریک ہے تو اس کی ذات وحدہ لاشریک کیوں نہ ہوگی؟

عقیدہ کفارہ کے ابطال میں یہ اصولی ضابطہ پیش کیا۔

لاتزروازرۃ وزراخری. (پ۱۵ بنی اسرائیل ۱۵)

ترجمہ: کوئی نہیں اٹھائے گا کسی دوسرے کا بوجھ

خدا کی شانِ کریمی ہے کہ توبہ قبول فرمالے اور ہمارے گناہ بخش دے وہ چاہے تو توبہ کے بغیر بھی بخش سکتا ہے۔ نیکیوں کا پلڑا جھک جائے تو گناہ خود بخود اٹھ جائیں گے۔ آنحضرتؐ کی شفاعت سے بھی کئی گنہگار بخشے جائیں گے۔ ان تمام صورتوں میں گناہوں کی معافی تو ہوگی لیکن ان کا بوجھ کسی بے گناہ کی گردن پر نہیں آئے گا۔ مجرم کو معاف کردینا یہ بے شک کریمی ہے مگر اسے چھوڑ کر اس کی سزا کسی بے گناہ پر رکھ دینی یہ نہ صرف ظلم ہے بلکہ ایک انتہائی قابلِ نفرت فعل ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا.

مسیحی قوم اپنے گناہوں کا بوجھ ایک بے گناہ پیغمبر کی گردن پر رکھتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ مسیح اولادِ آدم کے گناہوں کی سزا میں سُولی چڑھایا گیا۔ قرآن کریم نے لاتزروازرۃ وزراخریٰ کہہ کر نہ صرف عقیدہ کفارہ کی تردید کی بلکہ دنیا کو ایک مستقل ذہن دیا کہ فیصلے کے دن کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اپنے اعمال کے نتائج ہر کسی کو خود دیکھنے پڑیں گے۔

ترکِ دنیا کے ذریعے خدا کا قرب

حضرت عیسیٰ نے جس زہد و تقویٰ سے اپنے دن گزارے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کا ان دنوں نکاح نہ کرنا ہی قرین حکمت تھا۔ علم الٰہی میں آپ کا رفع الی السماء مقدر تھا اور نکاح کی صورت میں اس احتمال کو جگہ ملتی کہ دنیا میں ایک ایسی نسل بھی چلے جن

کے باپ آدمؑ نہ ہوں۔(نزول کے بعد ان کا نکاح کرنا اور اولاد ہونا حدیث میں منقول ہے) تاہم آپ نے اپنی قوم کو ترکِ دنیا کی راہ نہ بتلائی اور نہ یہ حکم خداوندی تھا۔

حضرت عیسیٰ کے پیرو فریسیوں (یہودیوں میں یہ لوگ پیر سمجھے جاتے تھے) کے زیرِ اثر سیرتِ مسیح کے ادراک میں غلطی کر گئے اور یہ خیال قائم کر لیا کہ وصول الی اللہ اور قربِ خداوندی کے لیے لذاتِ دنیا اور اہلِ دنیا سے کنارہ کشی لازمی ہے یہیں سے رہبانیت چلی اور عیسائی راہب بستیوں سے الگ جنگلوں اور خانقاہوں میں رہنے لگے۔

یہ اندازِ حیات نہ صرف نظامِ فطرت کے خلاف تھا بلکہ سب پیغمبروں کے طریق سے متصادم تھا۔ چنانچہ ترکِ دنیا کے پردے میں وہ سب آلودگیاں ابھریں کہ رندانِ بادہ خوار بھی حیا سے آنکھیں نیچی کر گئے۔ قرآن کریم نے اس مقام پر نہ صرف وحی کی عصمت بیان کی کہ ہم نے ترکِ دنیا ان کے ذمہ لگائی تھی بلکہ یہ بھی بیان فرمایا کہ یہ لوگ اپنی ایجاد کردہ بدعت سے بھی وفا نہ کر سکے۔ اور بدعت کسی کو نقطہ یقین نہیں بخشتی۔

ثم قفینا علیٰ اثارھم برسلنا وقفینا بعیسیٰ ابن مریم واتیناہ الانجیل وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رأفة ورحمة. ورھبانیة ن ابتدعوھا ماکتبنا ھا علیھم الاابتغاء رضوان اللّٰہ فمارعوھا حق رعایتھا. (پ۲۷ الحدید ۲۷)

ترجمہ: پھر پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ بن مریم کو اور اس کو دی ہم نے انجیل اور اس کے پیروؤں کے دلوں میں نرمی اور مہربانی رکھ دی اور ترکِ دنیا، یہ ہم نے ان کے ذمہ نہ لگائی تھی۔ انہوں نے یہ بدعت خود نکال لی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے پھر اس کو بھی وہ ایسا نہ نبھا سکے جیسا کہ اس کے (ترکِ دنیا کے) نبھانے کا حق تھا۔

۵۔ مجوس۔ پیروانِ زرتشت

نامناسب نہ ہوگا کہ ہم یہاں ایران کے پیروانِ زرتشت کا بھی کچھ اعتقادی اور عملی تعارف کرا دیں۔

دینِ زرتشت کی بنا اس پر تھی کہ روحِ خیر اور روحِ شر میں جنگ جاری ہے۔ زرتشت کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو سال پہلے کا بتایا جاتا ہے۔ زرتشت سے پہلے ایران کا مذہب مزدائیت تھا۔ زرتشت اسی اصلاح شدہ مزدائیت کے داعی تھے۔ ان کا مذہب ایک ناکامل توحید تھا مزدا (بمعنی حکیم) سے مراد ذاتِ حق لی جاتی تھی اور دوسری ربانی ہستیاں اسی کی تجلیات اور صفات کو کہا جاتا تھا ان کا خیال تھا کہ مزدا کی ذات لاشریک ہے اور ثنویت (یزداں اور اہرمن کو مستقل بالذات ماننے کا تصور) فقط ایک ظاہری عقیدہ ہے کیونکہ روحِ خیر اور روحِ شر کی جنگ بالآخر روحِ خیر کی فتح پر ختم ہوگی۔ زرتشت کی کتاب کا نام اوستا تھا اس کے ۲۱ نسک تھے۔ یہ کتاب مدتوں ناپید رہنے کے بعد ''ارواگ وراز'' یا ''ارواویراف'' کے کبھی خواب میں یاد رہنے سے دوبارہ معرضِ وجود میں آئی۔

سورۃ الحج کی مذکور آیت میں مجوس کے بعد چھٹے نمبر پر والذین اشرکوا (مشرکین) کا نام ہے ہندو قومیں اس عنوان کے تحت آتی ہیں چونکہ یہ لوگ بطور ملت کسی ایک نام یا ایک کتاب کے ماتحت نہ تھے اس لیے انہیں اس فہرست کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے مسلمانوں کی آمد کے وقت عرب میں یہ چھ نظریات کسی نہ کسی درجے میں موجود تھے۔

مسلمانوں کی آمد پر نئے مخلوط نظریے

آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت ایران میں ساسانی دورِ حکومت تھا یہ لوگ بادشاہوں کے ربانی حق Divine right of Kings کا عقیدہ رکھتے تھے مسلمانوں کی آمد پر دونوں مذہبی نظریات میں اختلاط ہوا اور خلافت کے ربانی حق کا عقیدہ قائم ہوا۔ مجوسیوں میں پانچ قسم کی آگ کا تصور پہلے سے موجود تھا۔ نئے مخلوط نظریہ میں بھی پانچ کا تقدس قائم کیا گیا۔

مجوسیوں میں پانچ قسم کی آگ کا تصور پہلے سے موجود تھا۔ نئے مخلوط نظریہ میں بھی پانچ کا تقدس قائم کیا گیا۔

یہ مذہبی خیالات اور دینی رجحانات پہلے سے موجودہ تھے۔ دنیا ان مختلف قوموں میں بٹی ہوئی تھی کہ سرزمین عرب سے قرآن کی روشنی چمکی اور قرآن کریم نے راہ سے بھٹکی ہر قوم کو دین فطرت کی دعوت دی۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے اس ارض قرآن کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

نوٹ ۱: سکھ اور قادیانی دو قومیں بہت بعد وجود میں آئی ہیں۔ اس لیے ہم نے ارضِ قرآن میں ان پر بحث نہیں کی۔ سکھ ہندوؤں سے نکلی ایک نئی قوم ہے اور قادیانی مسلمانوں سے نکلی ایک دوسری قوم ہے انہیں مسلمانوں کے سکھ کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ سکھوں کے تعارف کے لیے آپ راقم الحروف کی تالیف عبقات جلد دوم میں ان پر لکھے ایک مضمون کا مطالعہ کریں۔

نوٹ ۲: برصغیر پاک و ہند کے جلیل القدر مورخ اور نامور عالم دین حضرت علامہ سید سلیمان الندوی نے ارض القرآن کے نام سے ایک نہایت محققانہ کتاب لکھی ہے جس میں آپ نے ان تمام مقامات سے بھی بحث کی ہے جن کے نام قرآن کریم میں مختلف بیانات کے ضمن میں سامنے آئے ہیں۔ خدمات قرآن میں یہ اہل اسلام کی پہلی خدمت ہے جو برصغیر پاک و ہند میں اس عنوان میں ہوئی تھی۔ بقدر ضرورت راقم الحروف نے بھی اس سے استفادہ کیا ہے گو اس کا موضوع بیان الادیان عند نزول القرآن نہیں، ان مقامات کی تاریخ ہے جن کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اس پر ہم ارض القرآن کی اِس بحث کو ختم کرتے ہیں۔